کے علاوہ خارجہ پالیسی بھی شامل ہے۔ اقتصادی مسائل سے لیکر عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ لین دین بھی!

عالمی حالات کس سے پوشیدہ ہیں؟ امریکہ کی اجارہ داری ہٹ دھرمی اور اپنی مرضی کے فیصلے جو اقوام متحدہ کے فورم پر منظور کروائے جاتے ہیں جن میں سر دست عراق کے خلاف فوجی کارروائی شامل ہے۔ آنے والی کوئی حکومت اس سے پہلوتہی نہیں کرسکتی۔ مخالفت کی صورت میں خود عراق بننا آسان نہیں۔

کشمیر کا مسئلہ جوں کا توں ہے اگرچہ ہندوستان نے اپنی افواج سرحدوں سے ہٹالیں ہیں لیکن تحریک آزادی کشمیر بدستور قائم ہے جس کی سیاسی اخلاقی سفارتی حمایت سے کوئی حکومت کنارہ کش نہیں ہوسکتی۔ افغانستان کا مسئلہ بھی گیلی لکڑی کو لگی آگ کی طرح سلگ رہا ہے۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کا بوجھ قائم دائم ہے اور سب سے بڑھ کر ''القاعدہ'' سے تعلق رکھنے والوں کی تلاش کا کام جاری ہے۔ اس ضمن میں امریکہ کی بڑی ایجنسی F.B.I. پورے پاکستان میں جہاں چاہتی ہے شب خون مارتی ہے۔ اور حال ہی میں پاکستان کے معروف سرجن اور ماہر آرتھوپیڈک ڈاکٹر عامر عزیز خان کی گرفتاری شامل ہے۔ جس پر پورے ملک میں صدائے احتجاج بلند ہورہی ہے۔

داخلی مسائل میں دہشت گردی کے واقعات اور تشدد پسند تنظیمیں بدستور موجود ہیں ملک میں امن و امان کی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے چوری رہزنی ڈاکے قتل و غارت، اغوا جنسی تشدد کے واقعات معمول کا حصہ ہیں۔ اور لوگوں میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے کسی کو بھی جان مال عزت و آبرو کا تحفظ حاصل نہیں ہے۔ مہنگائی کا عفریت منہ کھولے کھڑا ہے۔ تیل بجلی گیس کے نرخ آئے دن بڑھ رہے ہیں بے روزگاری عروج پر ہے۔ لوگ مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ چند مسائل ہیں جن کی نشاندہی ہم نے کی ہے۔ سیاسی حکومت کیلئے یہ مسائل چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ہر آنے والی حکومت کو بہر حال اس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آج تک تو وہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کیلئے حکومت مخالف بیان دیتی رہی ہیں لیکن برسر اقتدار آکر اس کا کیا جواز پیش کریں گے اور ان مسائل کا کیا حل نکالیں گی یہ تو وقت بتائے گا۔

متحدہ مجلس عمل چونکہ دینی جماعتوں کا اتحاد ہے لہٰذا اس کیلئے تو بعض ترجیحی مسائل بھی ہیں جن میں اسلامی اقدار کو قائم کرنا۔ اسلامی معاشرت کے قیام کیلئے جدوجہد اور اقامت دین کیلئے پوری کوشش شامل ہے۔ اس وقت پورا پاکستان ہندو ثقافت کی لپیٹ میں ہے۔ کیبل ٹی وی نے اودھم مچا رکھی ہے۔ فحش پروگرام بڑی دلیری سے نشر ہو رہے ہیں۔ اب یہ سلسلہ سڑکوں پر بھی جاری ہے کسی بھی کمپنی کی ایئر کنڈیشنڈ بس میں بیٹھیں مووی لگی ہوتی ہے۔ جس پر بھارتی فحش فلمیں دکھائی جاتی ہیں۔ بلکہ پاکستان ٹی وی بھی بھارتی چینل کی نقل میں اسی انداز کے پروگرام نشر کر رہا ہے۔

پاکستان میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو متحدہ مجلس عمل کی کامیابی پر رنجیدہ خاطر ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کباب میں ہڈی ہے۔ اور انہیں پاکستان میں اپنا مستقبل مخدوش نظر آتا ہے۔ جبکہ دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس بات پر خوش ہے کہ متحدہ مجلس عمل کے آنے سے کم از کم فحاشی و عریانی میں خاطر خواہ کمی آئے گی اور کیبل ٹی وی پر مکمل پابندی ان کی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ ویسے بھی یہ اصولی بات ہے کہ یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ کہ لوگوں کو فحاشی اور عریانی کے مناظر دکھائے اور اسے تفریح کا نام دے۔ حکومت یہ سلسلہ بند کرے اور کیبل ٹی وی سے اپنا ہاتھ اٹھائے پھر دیکھتے ہیں کہ کتنے لوگ اس مہنگائی میں عریانی کے مناظر دیکھنے کی سکت رکھتے ہیں۔ بہر حال متحدہ مجلس عمل کو جہاں بہت سارے مسائل ورثے میں ملیں گے وہاں ایک اہم کام ملک میں جہالت اور ناخواندگی بھی ہے۔ جس کے خلاف آواز بلند کرنا اور تعلیم کو سب کے لئے یکساں کرنا ان کی اولین ذمہ داری ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس ملک کو سلامت رکھے۔ اور جو لوگ وطن عزیز اور ہم وطنوں کیلئے مفید اور سود مند ہیں انہیں اقتدار نصیب کرے تاکہ وہ صحیح معنوں میں ملک کی خدمت کرسکیں۔

دینی مدارس کے مہتمم اور صاحب ثروت حضرات کی خدمت میں چند گزارشات

رمضان المبارک اپنی بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں کمزور ترین مسلمان بھی نیکی اور خیر کا جذبہ رکھتا ہے اور بڑھ چڑھ کر بھلائی کے کاموں میں حصہ ڈالتا ہے روزے کی حالت میں کثرت سے ذکر نوافل تلاوت کرتا ہے خاص کر وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے صاحب حیثیت بنایا ہے۔ صدقہ خیرات بھی کرتے ہیں ہمارے ہاں اکثر لوگ اپنی زکوٰۃ بھی ماہ رمضان میں ادا کرتے ہیں اور ضرورت مند مختلف ذرائع سے رابطہ کرکے اپنا حق وصول کرتے ہیں جن میں دینی مدارس بھی شامل ہیں۔ اس ضمن میں چند گزارشات مہتمم اور صاحب ثروت حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں امید ہے پوری توجہ دیں گے۔

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پاکستان میں اسلامی و شرعی علوم کی تدریس کا اہتمام سرکاری سرپرستی میں نہیں ہو رہا۔ مختلف مکاتب فکر اپنی دینی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے خود اس کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے محدود وسائل سے دینی مدارس اور جامعات قائم کئے ہوئے ہیں ان میں بعض بڑے جامعات ہیں جنہوں نے اپنی حسن کارکردگی سے بین الاقوامی شہرت حاصل کی ہے۔ جہاں مثالی نظام اور بہترین نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا عمدہ اہتمام

موجود ہے۔ یہ ادارے صحیح معنوں میں علوم اسلامیہ کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور ایسے رجال کار تیار کئے ہیں جنہوں نے میدان عمل میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا ہے۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اور پاکستان میں دینی ضرورت کیلئے امام خطیب مفتیان کرام ومبلغین کی جماعتیں تیار کی ہیں اور ایک زمانہ ان کی خدمات کا معترف ہے۔ اور لوگوں کا بھی ان پر اعتماد ہے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض دینی مدارس ایسے بھی ہیں جن کی کارکردگی قابل رشک نہیں ہے۔ ان کی ظاہری حالت اور کاغذی کاروائی بہت اچھی ہے لیکن اندرون خانہ ناگفتہ بہ حالت ہے۔ نصاب نہ نظام تعلیم نہ تربیت، بظاہر آٹھ سالہ کورس ہے لیکن طلبہ کی تعداد افسوس ناک حد تک کم۔ دو چار طالب علم ابتدائی کلاسوں میں! درمیاں میں کچھ کلاسیں خالی۔ جبکہ بخاری شریف کی کلاس میں پانچ سات طلبہ...... ۔ ان اداروں کا حیران کن پہلو یہ ہے کہ چندہ کی فراہمی میں بے متحرک ہیں۔ خاص کر رمضان المبارک میں ان کی مہم بہت تیز ہو جاتی ہے۔

ان مدارس کے مہتمم حضرات کی خدمت میں یہ عرض کریں گے کہ وہ اپنے مدارس کے نظام کو درست کریں معیار تعلیم بہتر بنائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر مدرسہ میں بخاری شریف تک نصاب پڑھایا جائے بلکہ علاقے کی ضرورت طلبہ کی تعداد اور مدرسہ کے وسائل میں رہ کر جہاں تک ممکن ہے تعلیم دیں مثلاً ثانویہ خاصہ نسائی شریف تک یا عالیہ ابوداؤد شریف تک۔ اس کے بعد اپنے طلبہ کو کسی بڑے جامعہ میں منتقل کر دیں۔ اس طرح ہر ادارہ بہت اچھے انداز سے تعلیم وتربیت کا اہتمام کر سکے گا۔ اور کم وسائل میں بھی اچھی کارکردگی پیش کر سکے گا اور جو لوگ انہیں مالی تعاون فراہم کرتے ہیں ان کا مقصد بھی پورا ہوگا۔ اور کسی کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچے گی۔ بالخصوص پاکستان کے موجودہ حالات میں تو اور محتاط ہونے کی ضرورت ہے تا کہ دینی مدارس کا وقار اور عظمت قائم رہے۔ اس اعتبار سے مہتمم حضرات کو سنجیدہ فکر اپنانے کی ضرورت ہے۔ دینی دارس کو قائم کرنے میں جہاں علماء کا کردار ہے وہاں اہل ثروت اور اصحاب خیر کا تعاون نا قابل فراموش ہے جو ان مدارس کو ہمیشہ تازہ خون فراہم کرتے ہیں ان کی حسن نیت اور خلوص پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہمارے علم میں یہ بات ہے۔ کہ بعض صاحب حیثیت حضرات بڑے اداروں کی اکیلے سرپرستی کرتے ہیں۔ اور تمام ضرورتیں خود پوری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال جان میں برکت عطا فرمائے۔

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے بعض حضرات ان مدارس کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہیں اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں وہ اپنی زکوٰۃ یا صدقات کا پیشتر حصہ غیر مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں لیکن دینی مدارس کو دینا پسند نہیں کرتے۔ ان کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ وہ خود تھوڑی سی تکلیف اٹھائیں ان مدارس میں تشریف لے جائیں حالات کا جائزہ لیں طریقہ تعلیم وتدریس کا مشاہدہ کریں طلبہ کی ضروریات طعام وقیام کو قریب سے دیکھیں۔ درسی کتب علاج ومعالجہ لائبریری عصری علوم کی تدریس کمپیوٹر لیب وغیرہ کا معائنہ کریں۔ انہیں خود اندازہ ہو جائے گا کہ حقیقت کیا ہے؟ یہ ٹھیک ہے کہ زکوٰۃ وصدقات کے مصارف میں فقراء مساکین یتیم بے کس ونادار اور بیوگان شامل ہیں ان کی مدد کرنی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبہ بھی ابن سبیل کے زمرہ میں آتے ہیں ان کا بھی استحقاق ہے یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ خود ایسے اداروں کو تلاش کریں جہاں ان کا عطیہ صحیح خرچ ہو۔ مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ بعض حضرات اپنی دوکان یا دفتر میں پانچ پانچ یا دس دس روپے کی چینج رکھتے ہیں۔ اور مدارس کے سفراء کو دس دس روپے دے دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ حق ادا ہو گیا یہ رویہ ہرگز درست نہیں! ویسے تو ایسے سفیروں کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے جو بے توقیر ہو کر ایک ایک دوکان یا دفتر بھیک مانگنے والوں کی طرح داخل ہوتے ہیں اور دس روپے پر قناعت کرتے ہیں یقیناً یہ پیشہ ور سفیر ہیں۔ جو بدنامی کا باعث ہیں بالخصوص رمضان المبارک میں ہر شہر میں گروہوں کی شکل میں نظر آتے ہیں جن کی وجہ سے ہر صاحب ریش کسی بھی دوکان میں خریداری کیلئے بھی جائے تو لوگ اسے سفیر سمجھ کر نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اس لئے ایسے سفیر حضرات بھی اپنا طرز عمل درست کریں باوقار طریقہ سے چندہ لیں۔ اپنی ظاہری حالت درست رکھیں۔ میلے کچیلے لباس اور پراگندہ حالت میں کسی کے پاس نہ جائیں اور نہ بھکاریوں والا روپ اپنائیں۔ اس سے نہ آپ کی عزت ہوگی اور نہ دینی مدارس کا وقار رہے گا۔

ہم یہاں صاحب حیثیت حضرات سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا احساس کریں۔ خود اس بات کا اہتمام کریں۔ ہر شہر میں بہت اچھے اور قابل قدر دینی مدارس موجود ہیں۔ ان کا خود سروے کریں اور اپنا مالی تعاون خود ان تک پہنچائیں اور اللہ کا شکر ادا کریں۔ کہ آپ کی زکوٰۃ کسی اچھے ادارے پر خرچ ہو رہی ہے۔

وہاں زیر تعلیم طلبہ کی ضروریات کا خود خیال کریں۔ خوراک لباس کتب خود فراہم کریں۔ انہیں عام طلبہ تصور نہ کریں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو تکمیل علم کے بعد آپ کے امام پیشوا خطیب مفتی، مبلغ، اور داعی اسلام بنیں گے۔ ان کی توقیر دراصل دین کی عزت ہے۔ یہ مستقبل کے رہبر اور مرشد ہیں انہیں باعزت طریقے سے تعاون دیں۔ ان کی عزت نفس مجروح نہ ہونے دیں۔ انہیں طیب اور حلال مال کھلائیں۔ چونکہ یہ دین اسلام کے طالب علم ہیں۔ پاکیزہ اور حلال مال سے تواضع کریں۔ تا کہ یہ بہتر عالم بن کر معاشرے میں جائیں اور دین حنیف کی خدمت کریں۔

مجھے امید ہے طرفین حضرات ان گزارشات پر ہمدردی سے غور فرمائیں گے۔